خیمۂ خیال

۲۰۲۵-۲۶

Editorial

ادارتی بورڈ

سر محمّد علی (نگران)
محمّد مسعود الرحمٰن
شاویز تنویر چیمہ

اردو جسے کہتے ہیں تہذ

وہ شخص مہذب ہے جس

تہذیب کا چشمہ ہے

ہے جس کو یہ زبان آئی

نگران کی جانب سے

اردو زبان محض بین الصوبائی رابطے کا ذریعہ نہیں بلکہ پاکستان اور پاکستانیت کی پہچان بھی ہے۔ لائق تحسین ہیں وہ طلبا جو اپنی شناخت پہ ندامت نہیں بلکہ فخر محسوس کرتے ہیں۔ بدقسمتی سے اپنی روایات و اقدار کو کمتر سمجھنے کے کالونیل اثرات آزادی کی سات عظیم دہائیوں کے باوجود ختم نہیں ہوئے۔ مزید برآں مصنوعی ذہانت نے ہماری تخلیقی صلاحیتوں کو جمود کا شکار بنا دیا ہے۔ خیمۂ خیال اس پس منظر میں طلبا کو ان کی جڑوں سے جوڑنے کی ایک کاوش ہے۔ امید کرتے ہیں کہ یہ شمارہ آپ کو پسند آئے گا۔

سر محمد علی

نگران خیمہ ءخیال

۲۰۲۵-۲۶

ادارتی بورڈ کے جانب سے

محمد مسعود الرحمٰن
ایڈیٹر خیمہءخیال
۲۰۲۵-۲۶

شاویز تنویر چیمہ
سب-ایڈیٹر خیمہءخیال
۲۰۲۵-۲۶

خیمہِ خیال محض کاغذ کا ایک مجموعہ نہیں، بلکہ ہمارے اسکول کے طالب علموں کی تخلیقی صلاحیتوں اور جذبوں کا ایک جیتا جاگتا عکس ہے۔ بطور مدیرِ اردو سیلکسن، میرے لیے یہ اعزاز کی بات ہے کہ میں آپ کے سامنے ان تحریروں کا گلدستہ پیش کر رہا ہوں جو ہماری محنت اور آپ کی پسندیدگی کی امید سے سجا ہے۔

اس میگزین کا نام 'خیمہِ خیال' اس سوچ کے تحت رکھا گیا ہے کہ یہاں ہر ذہن کو اپنی فکر کی پناہ گاہ ملے اور ہر قلم اپنی مرضی کے رنگ بکھیر سکے۔ ہم نے کوشش کی ہے کہ اس شمارے میں ادب، سنجیدہ فکر اور طالب علمانہ مشاہدات کا بہترین امتزاج پیش کریں۔ مجھے قوی امید ہے کہ ہماری یہ کاوش آپ کے دلوں کو چھوئے گی اور آپ اسے سراہیں گے۔ آپ کی حوصلہ افزائی ہی ہمارے مستقبل کے سفر کی بنیاد بنے گی۔ امید ہے کہ خیمہِ خیال کا یہ سفر آپ کے لیے اتنا ہی خوشگوار ہوگا جتنا اسے ترتیب دینا ہمارے لیے تھا۔

آج کے دور میں تعلیم کا نظام تیزی سے انگریزی کے گرد مرکوز ہوتا جا رہا ہے۔ زیادہ سے زیادہ انگلش میڈیم اسکول کھل رہے ہیں اور انگریزی کو عالمی رابطے کی زبان سمجھا جاتا ہے، جس کے باعث اردو اکثر غیر ارادی طور پر پس منظر میں چلی جاتی ہے۔ تاہم اردو محض ایک مضمون نہیں بلکہ ایک ایسی زبان ہے جو ہماری ثقافت، ورثے اور شناخت سے گہرا تعلق رکھتی ہے۔ ایچی سن کرانیکلز کا اردو سیلکشن اس بات کو یقینی بنانے میں اہم کردار ادا کرتا ہے کہ یہ زبان طلبہ کے درمیان قدر و منزلت کے ساتھ زندہ اور مؤثر رہے۔

یہ سیلکشن ایچی سونیئنز کو ایک بامقصد پلیٹ فارم فراہم کرتا ہے جہاں وہ مضامین، شاعری، افسانوں اور دیگر ادبی تحریروں کے ذریعے اپنے خیالات اور تخلیقی صلاحیتوں کا اظہار کر سکتے ہیں۔ اس کے ذریعے طلبہ اپنے نظریات، تجربات اور تخلیقی سوچ کو ایک ایسی زبان میں پیش کرتے ہیں جو ادبی حُسن اور جذباتی گہرائی سے مالا مال ہے۔

اردو سیلکسن کی اصل خوبی اس کا مقصد ہے: طلبہ کو اس بات کی ترغیب دینا کہ وہ اردو کے ساتھ صرف تعلیمی سطح پر نہیں بلکہ تخلیقی انداز میں بھی جڑیں۔ اس طرح ایچی سن کرانیکلز کالج کی برادری کے اندر اردو کی روح اور اس کی ادبی روایت کو زندہ رکھنے میں اپنا کردار ادا کرتا ہے۔

مضا

ين

انڈیکس

صفحہ نمبر	مصنف	موضوع
۳	خان محمد حسنین خان	تہذیب، ثقافت اور انسانی ارتقا
۴	ہارون صاقب	مشین لرننگ کے کوانٹم فزکس پر اثرات
۵	ہاشم امجد ناگرا	ماحولیاتی آلودگی ایک سنگین مسئلہ
۷	افنان اعجاز بٹ	میدانوں کے مجاہد: ایک اے چی سنین اسپورٹس مین کی تعمیر
۹	ہاشم امجد ناگرا	کیا عورتوں کو مردوں کے شانہ بشانہ کام کرنا چاہیے یا نہیں؟
۱۰	چوہدری زیان احمد	خلا میں سیٹا لائٹس آپس میں ٹکرا کیوں سکتے ہیں؟
۱۱	چوہدری زیان احمد	موسمیاتی تبدیلی اور زراعت

تہذیب، ثقافت اور انسانی ارتقا

خان محمد حسنین خان
20409|H1-F|Centenary

کسی بھی ملک یا خطے کی ثقافت اور رسم و رواج اس علاقے کے لوگوں پر گہرا اثر ڈالتے ہیں۔ ثقافت کسی قوم یا علاقے کی شناخت ہوتی ہے۔ جب کسی شخص کو اس کے علاقے یا قوم کی وجہ سے پہچانا جاتا ہے تو یہ اس کے لیے بڑے فخر کی بات ہوتی ہے۔ آج کے اس دور میں، جب کسی کو دوسرے کی خبر نہیں، اپنی تہذیب و ثقافت کو زندہ رکھنا اعلیٰ ظرفی کی علامت ہے، کیونکہ کوئی بھی انسان اپنی بنیاد سے ٹوٹ کر ترقی نہیں کر سکتا۔ پاکستان چار صوبوں پر مشتمل ایک ایسا ملک ہے جہاں مختلف تہذیب و ثقافت کے حامل لوگ اسلام کے بنیادی رشتے میں بندھے ہوئے ہیں۔ ہر صوبے کے اپنے رسم و رواج، عادات اور رہن سہن کے طریقے ہیں۔ انسانوں کے اس مشترکہ رہن سہن اور زندگی گزارنے کے طریقوں سے تہذیب و ثقافت تشکیل پاتی ہے۔ یہی تہذیب اور رسم و رواج کسی علاقے کی ثقافت کہلاتے ہیں۔ پاکستان ایک ایسی وحدت ہے جس میں چاروں صوبوں کے رنگ شامل ہیں۔

ہر صوبے کی اپنی الگ پہچان، اپنی زبان اور اپنی ثقافت ہے۔ ہم کہہ سکتے ہیں کہ پاکستان ایک ایسا گلدستہ ہے جس میں ہر صوبے کا پھول مہکتا ہے اور دوسرے پھولوں کو مزید حسین بناتا ہے۔ پاکستان کے ہر صوبے کی اپنی تہذیب و ثقافت ہے اور ان کے لباس ان کی صدیوں پرانی روایات کے امین ہیں۔ ان کے کھانے، زبانیں، رسم و رواج اور طرزِ تعمیر اپنے اندر ایک انفرادیت رکھتے ہیں۔ ہر صوبے کے اپنے روایتی تہوار اور خصوصیات ہیں۔ کسی بھی خطے کی تہذیب و ثقافت کا وہاں کے انسانوں کے ارتقا پر گہرا اثر ہوتا ہے، کیونکہ تہذیب و ثقافت صدیوں کے انسانی ارتقا کے نتیجے میں معرض وجود میں آتی ہے۔ یہی رسم و رواج انسان کو مہمان نوازی، دلیری، شجاعت اور دوسروں کے لیے ہمدردی جیسے اعلیٰ احساسات اور جذبوں سے روشناس کراتے ہیں۔ اگر انسانی وجود سے تہذیب و ثقافت کو ختم کر دیا جائے تو انسان اور حیوان میں کوئی فرق باقی نہ رہے۔

موجودہ نوجوان نسل میں فیشن کے بڑھتے ہوئے شوق اور اپنی ثقافت کو چھوڑ کر دوسری قوموں کی ثقافت کو اپنانے کی دوڑ ہمارے رسم و رواج کے لیے تباہ کن ہے۔ یہ کسی بھی قوم کی تنزلی کی طرف اٹھایا جانے والا پہلا قدم ہوتا ہے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم اپنی قومی ثقافت پر خود بھی عمل پیرا ہوں اور دوسروں کو بھی اس کی ترغیب دیں۔

ان پاک فضاؤں میں گونجے گی مری دھڑکن
چمکے گی مری چوکھٹ، مہکے گا مرا آنگن
میں اپنے بزرگوں کے خوابوں کی نشانی ہوں

میں پاکستانی ہوں!
میں پاکستانی ہوں!!

مشین لرننگ کے کوانٹم فزکس پر اثرات

ہارون صاقب
20133|H1-K|Sikander

جدید دور میں سائنس کی تیز رفتار ترقی نے ایسے شعبوں کو جنم دیا ہے جو چند دہائیاں قبل محض تصور تھے۔ ان میں مشین لرننگ اور کوانٹم فزکس نمایاں مقام رکھتے ہیں۔ جب یہ دونوں شعبے ایک دوسرے سے ملتے ہیں تو نہ صرف تحقیق کے نئے راستے کھلتے ہیں بلکہ ایسے مسائل کا حل بھی ممکن ہوتا ہے جو روایتی طریقوں سے ناممکن نظر آتے تھے۔

کوانٹم فزکس، جس میں ذرات کی موجی اور ذراتی خصوصیات، سپرپوزیشن اور انٹینگلمنٹ جیسے پیچیدہ مظاہر شامل ہیں، بہت زیادہ ڈیٹا، درست اندازوں اور پیچیدہ حسابات کا تقاضا کرتی ہے۔ یہاں مشین لرننگ نہایت اہم کردار ادا کرتی ہے۔ مشین لرننگ کے الگورتھم بڑی مقدار میں کوانٹم ڈیٹا کا تجزیہ تیزی سے کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں، جس سے سائنسدانوں کو کوانٹم رویے کو بہتر انداز میں سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔

ایک اہم استعمال کوانٹم سسٹمز کی سمولیشن ہے۔ روایتی کمپیوٹرز کوانٹم سسٹمز کی درست نقل بنانے میں مشکلات کا سامنا کرتے ہیں، لیکن مشین لرننگ ایسے پیٹرنز سیکھ سکتی ہے جو پیچیدہ کوانٹم حالات کی پیش گوئی کو آسان بناتے ہیں۔ اسی طرح کوانٹم کمپیوٹنگ کی ترقی میں بھی مشین لرننگ مؤثر ثابت ہو رہی ہے، کیونکہ یہ کوانٹم سرکٹس کی اصلاح، غلطیوں کی نشاندہی اور بہتر کوڈ بنانے میں مدد فراہم کرتی ہے۔

مستقبل میں مشین لرننگ اور کوانٹم فزکس کا امتزاج سائنسی تحقیق میں انقلاب برپا کر سکتا ہے۔ یہ نہ صرف پیچیدہ طبیعیاتی مظاہر کی تفہیم کو بہتر بنائے گا بلکہ ایسی ٹیکنالوجیز کی بنیاد بھی رکھے گا جو کمپیوٹنگ، کمیونیکیشن اور توانائی جیسے شعبوں میں نئی راہیں ہموار کریں گی۔

ماحولیاتی آلودگی ایک سنگین مسئلہ

ہاشم امجد ناگرا
18931|C2-L|Goldstein

آلودگی کا لغوی مطلب پاکیزگی کے خلاف حالت، یعنی گندگی اور آلائش ہے۔ اس سے مراد ہمارے ماحول اور فضا میں پیدا ہونے والی خرابی اور کثافت ہے۔ جب زمین، ہوا اور پانی مختلف مضر مادّوں سے متاثر ہو جائیں تو اس کیفیت کو ماحولیاتی آلودگی کہا جاتا ہے۔ ماحولیاتی آلودگی انسانوں، جانوروں اور نباتات سب کے لیے نقصان دہ ثابت ہوتی ہے۔ یہ مختلف عناصر مثلاً دھاتوں، معدنیات اور دیگر قدرتی وسائل کو بھی متاثر کرتی ہے۔

انسانی سرگرمیوں کی وجہ سے پانی، زمین اور ہوا آلودہ ہو رہے ہیں۔ درختوں کی کٹائی، صنعتی سرگرمیوں اور انسانی ضروریات میں اضافے کے باعث ماحول کا توازن بگڑ رہا ہے۔ اس کے نتیجے میں زمین کی زرخیزی متاثر ہو رہی ہے اور ماحول میں آلودگی بڑھتی جا رہی ہے۔ یوں انسان اپنی ہی سرگرمیوں کے ذریعے اپنے لیے معاشی اور قدرتی تباہی کا سامان پیدا کر رہا ہے۔

ماحولیاتی آلودگی جدید دور کے بدترین مسائل میں سے ایک ہے جو زمین اور فضا دونوں کے لیے خطرناک نتائج پیدا کر رہی ہے۔

تمام اقسام کی آلودگی میں سب سے زیادہ نقصان دہ فضائی آلودگی ہے۔ بڑے بڑے صنعتی کارخانے اور فیکٹریاں دھواں خارج کرتی ہیں جو انسانی صحت کے لیے نہایت مضر ہے۔ بڑے شہروں میں کارخانوں سے نکلنے والا دھواں اور مختلف کیمیائی مادّے فضا کو آلودہ کر دیتے ہیں۔ اس آلودہ فضا کے باعث انسانوں کے ساتھ ساتھ پودوں اور درختوں کی نشوونما بھی متاثر ہوتی ہے۔ بدبودار اور زہریلا دھواں نہ صرف ماحول کو نقصان پہنچاتا ہے بلکہ انسانی صحت پر بھی منفی اثرات مرتب کرتا ہے۔

فضائی آلودگی میں گاڑیوں کے دھوئیں اور ایئر کنڈیشنرز سے خارج ہونے والی کاربن ڈائی آکسائیڈ بھی شامل ہے۔ اس گیس کی زیادتی ماحول کے لیے نقصان دہ ہے اور یہ موسمیاتی تبدیلیوں کا سبب بھی بن سکتی ہے۔ اس مسئلے کے حل کے لیے زیادہ سے زیادہ درخت لگانے اور جدید ماحولیاتی منصوبے متعارف کرانے کی ضرورت ہے۔

فضائی آلودگی کے بعد آلودگی کی دوسری بڑی قسم آبی آلودگی ہے۔ اس کی ایک بڑی وجہ بڑھتی ہوئی آبادی اور صنعتی ترقی ہے۔ فیکٹریوں کا فاضل مادہ جب دریاؤں اور سمندروں میں شامل ہو جاتا ہے تو پانی آلودہ ہو جاتا ہے۔ اس آلودگی سے آبی حیات خصوصاً مچھلیاں متاثر ہوتی ہیں اور انسانی صحت کے لیے بھی خطرہ پیدا ہو جاتا ہے۔ اس لیے پانی کو صاف رکھنے کے لیے جدید طریقوں اور مؤثر منصوبہ بندی کی ضرورت ہے۔

آلودگی کی ایک اور اہم قسم زمینی آلودگی ہے۔ صنعتی فضلے، کیمیائی کھادوں اور زرعی ادویات کے بے جا استعمال سے زمین آلودہ ہو جاتی ہے۔ کیڑے مار ادویات اور کیمیائی کھادیں مٹی میں شامل ہو کر اسے نقصان پہنچاتی ہیں اور بعض اوقات زہریلی گیسیں زیرِ زمین سرایت کر جاتی ہیں۔ اس کے علاوہ فیکٹریوں کا فضلہ زمین پر پھینکنے سے بھی زمین کی زرخیزی متاثر ہوتی ہے۔

غلط کھادوں اور زہریلی ادویات کا استعمال جانوروں اور انسانوں دونوں کے لیے نقصان دہ ہے۔ کیڑے مار دواؤں کے بڑھتے ہوئے استعمال سے قدرتی حسن بھی متاثر ہو رہا ہے اور ماحول کا توازن بگڑ رہا ہے۔

اختتامیہ:
حکومت کو چاہیے کہ ماحولیاتی آلودگی کے خاتمے کے لیے مؤثر اقدامات کرے، صنعتی فضلے پر قابو پایا جائے اور زیادہ سے زیادہ درخت لگائے جائیں تاکہ اس خطرناک مسئلے پر قابو پایا جا سکے اور ملک کو اس آلودگی سے پاک بنایا جا سکے۔

میدانوں کے مجاہد: ایک اے چی سنین اسپورٹس مین کی تعمیر

افنان اعجاز بٹ
19107|C1-E|

اے چی سن کالج کا کھیلوں سے رشتہ ہمیشہ ہی کچھ خاص رہا ہے۔یہاں کی فضا، روایات اور سوچ مل کر ایک ایسا طالب علم بناتے ہیں، جسے سب "اے چی سنین اسپورٹس مین" کہتے ہیں۔ یہ صرف کوئی کھلاڑی نہیں ہوتا۔ اس کے اندر ایک کردار، جذبہ، وژن اور اصول چھپے ہوتے ہیں۔ اس کی جیت صرف گراؤنڈ تک محدود نہیں رہتی؛ وہ اپنی کامیابی ساتھ لے کر زندگی کے ہر موڑ پر کھڑا نظر آتا ہے۔ اور جب ہار ملتی ہے، اسے وہ صرف ایک شکست نہیں سمجھتا، بلکہ اگلی کوشش کے لیے نیا حوصلہ پاتا ہے۔

یہاں کھیلنا صرف تکنیک سیکھنا نہیں ہے۔ اصل سبق تو نظم و ضبط، خود اعتمادی، حوصلہ اور قیادت کا ہے۔ جب نیا طالب علم پہلی بار گراؤنڈ میں قدم رکھتا ہے، تو اسے اندازہ نہیں ہوتا کہ یہ مٹی اور پسینے والی جگہیں اسے ایک دن مضبوط انسان بنا دیں گی۔ وقت کے ساتھ وہ خود دیکھتا ہے کہ یہ میدان اس کے اندر چھپی طاقتیں جگا دیتے ہیں۔

صبح کی روشنی میں جب ہاکی گراؤنڈ، فٹبال کا میدان، ایتھلیٹکس ٹریک یا کرکٹ نیٹس جاگ جاتے ہیں، تو وہاں ایک الگ ہی رونق ہوتی ہے، جو صرف ایک ایچی سنین ہی محسوس کر سکتا ہے۔ دوڑتے قدموں کی چاپ، کوچ کی آواز، ساتھیوں کی ہمت افزائی اور اپنے آپ سے لڑنے کا جنون—یہ سب مل کر اس کے اندر چیمپئن بننے کی وہ آگ جلا دیتے ہیں، جو کبھی بجھتی نہیں۔

کھیل ہمیں وہ سبق دے جاتے ہیں، جو کتابوں میں نہیں ملتے۔ جب بار بار کوششوں کے بعد بھی کامیابی نہیں ملتی، تو سمجھ آتا ہے کہ جیت ہمیشہ ہمت کے پار کھڑی ہے۔ کوچ جب بار بار غلطیاں گنواتا ہے، تب اصل میں وہ حدیں توڑ رہا ہوتا ہے۔ ٹیم جب ہار کے بعد بھی ایک دوسرے کے ساتھ کھڑی رہتی ہے، تب بھائی چارے کی ایسی بنیاد بنتی ہے، جسے کوئی طوفان نہیں گرا سکتا۔

ایچیسن کے ہر کھیل کی اپنی روایات ہیں۔ ہاکی گراؤنڈ نظم و ضبط سکھاتا ہے۔ فٹبال ٹیم ورک کا مطلب سمجھاتا ہے۔ کرکٹ نیٹس صبر اور برداشت کا سبق دیتے ہیں، کیونکہ ہر گیند ایک نئی آزمائش ہے۔ ایتھلیٹکس ٹریک یہی سکھاتا ہے کہ اصل مقابلہ خود انسان کے اندر ہوتا ہے، اور جب آخری میٹر پر ٹانگیں جواب دیتی ہیں، تب ارادے کی طاقت جسم کو آگے لے جاتی ہے۔

یہ وہ لمحے ہیں، جہاں ایک لڑکا ایچیسنین اسپورٹس مین بنتا ہے۔

یہ سفر صرف جسم کی طاقت کا نہیں، یہ کردار اور روح کی تربیت بھی ہے۔ کھیل گرنا اور پھر اٹھنا سکھاتے ہیں، لیکن ایچیسن دوسروں کو بھی سنبھالنا سکھاتا ہے۔ جب کوئی ساتھی گرتا ہے، تو اسے سہارا دینے والا ہاتھ آپ کا اپنا ہوتا ہے۔ جب ٹیم میں سے کوئی ہمت ہارنے لگے، تو اسے حوصلہ دینے والی آواز بھی آپ کی ہی ہوتی ہے۔ اصل میں یہی چیزیں ایک نوجوان کو صرف اچھا کھلاڑی نہیں، بلکہ اچھا انسان بھی بناتی ہیں۔

یہاں کھیل کا مطلب صرف جیتنا نہیں، بلکہ جیتنے کے قابل بننا ہے۔ اس بات کی سب سے اچھی مثال یہ ہے کہ کوچز، سینئرز، اور ہاؤس ماسٹرز ہر لڑکے کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں۔ یہاں کوئی پیچھے نہیں رہتا۔ ہر کسی کی اپنی جگہ ہے، ہر کوئی اپنے لئے چیمپئن ہے۔ کسی کے لیے چیمپئن بننا گولڈ میڈل ہے، کسی کے لیے ٹیم میں جگہ بنانا، اور کسی کے لیے مسلسل محنت کرنا۔

یہی کھیل ہمیں سکھاتے ہیں کہ سب سے بڑی جیت کبھی کبھی صرف ہار نہ ماننے میں ہے۔

ایچیسن کالج میں کھیلوں کی روایت ایک عظیم وراثت ہے، جو نسل در نسل چلتی آئی ہے۔ کھلاڑی بدل جاتے ہیں، مقابلے بدلتے ہیں، جوتے بدلتے ہیں— لیکن جذبہ ہمیشہ وہی رہتا ہے۔ یہ جذبہ بچپن سے دل میں ہوتا ہے، اور وقت کے ساتھ عادت بن جاتا ہے۔

یہاں کے لڑکے جانتے ہیں کہ ایک میچ صرف ستر یا نوے منٹ کا نہیں ہوتا۔ اصل میں اس کے پیچھے سینکڑوں گھنٹے کی مشقت چھپی ہوتی ہے۔ دوڑتے قدموں کے نشان، پسینے سے بھیگی شرٹس، اور ہاتھوں کے چھالے—یہی اصل میڈل ہیں، جو دل پر سجے ہوتے ہیں۔ دنیا انہیں محسوس کر لیتی ہے، چاہے وہ نظر نہ آئیں۔

جب ہم ان میدانوں سے باہر نکلتے ہیں، تو صرف کھلاڑی نہیں رہتے۔ ہم وہ انسان بن چکے ہوتے ہیں، جو آنے والے ہر چیلنج کا ڈٹ کر سامنا کر سکتے ہیں۔ کیونکہ اگر ہم اس ٹریک پر دوڑ سکتے ہیں، تو زندگی کے سفر میں بھی دوڑ سکتے ہیں۔ اگر اس پچ پر ہار کر واپس آئے ہیں، تو زندگی کی شکستوں سے بھی لڑ سکتے ہیں۔ اگر نیٹس میں ہزاروں گیندیں کھیل سکتے ہیں، تو زندگی میں بھی ہزار کوششیں کر سکتے ہیں۔

آخر میں، جب ایک طالب علم اپنی ایچیسن کی زندگی مکمل کر کے اعتماد کے ساتھ آگے بڑھتا ہے، تو اس کے اندر ایک خاموش عظمت ہوتی ہے۔ اس کی چال میں وقار، اس کی باتوں میں اعتماد اور اس کے کام میں کردار جھلکتا ہے۔ تب ہی تو ہم پورے یقین کے ساتھ کہتے ہیں:

"ایک ایچیسنین اسپورٹس مین کبھی ہار نہیں مانتا۔"

یہی سچ ہے، یہی ورثہ ہے، اور یہی ایچیسن کا اصل تحفہ ہے—

ایک ایسی شخصیت، جو دنیا بدل سکتی ہے۔

کیا عورتوں کو مردوں کے شانہ بشانہ کام کرنا چاہیے یا نہیں؟

ہاشم امجد ناگرا
18931|C2-L|Goldstein

میں اس موضوع سے بالکل متفق ہوں کہ عورتوں کو مردوں کے شانہ بشانہ کام کرنا چاہیے۔ عورت گھر کی زینت ہوتی ہے۔ وہ بہن، بیٹی، ماں اور بیوی کے رشتوں کی صورت میں معاشرے کا اہم حصہ ہے۔ جب گھر کی خوبصورتی اور تقدس عورت ہی سے وابستہ ہے تو شریعت کے مطابق اس کی یہ بھی ذمہ داری ہے کہ وہ مرد کے ساتھ مل جل کر گھریلو امور کو سنبھالے اور ضرورت پڑنے پر زندگی کے مختلف حالات میں اس کا ساتھ دے۔ مرد کے شانہ بشانہ چلنا ایک فطری عمل ہے جو انسانی معاشرے میں قدیم زمانے سے چلا آرہا ہے۔

یہ سوال بھی پیدا ہوتا ہے کہ آیا عورت کو مرد کے شانہ بشانہ کام کرنا چاہیے؟ قرآن و حدیث کی تعلیمات سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ مرد اور عورت دونوں کو اپنی اپنی ذمہ داریاں ادا کرنی چاہئیں۔ اسلام نے مرد اور عورت دونوں کو عزت اور بنیادی حقوق عطا کیے ہیں۔ مرد کے کندھوں پر جن ذمہ داریوں کا بوجھ ہے، عورت بھی ضرورت کے وقت ان ذمہ داریوں میں اس کا ساتھ دے سکتی ہے۔ یہ باہمی تعاون دراصل ایک متوازن معاشرتی نظام کی بنیاد ہے۔

عورت کے مرد کے شانہ بشانہ کام کرنے سے معاشرتی زندگی میں بہتری پیدا ہوتی ہے۔ جب ملکی ترقی کے مختلف شعبوں پر نظر ڈالی جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ عورتیں بھی مردوں کے ساتھ ہر میدان میں خدمات سرانجام دے رہی ہیں۔ اگر مرد دفتر یا کاروبار کے لیے باہر جاتا ہے تو عورت گھر کی دیکھ بھال کرتی ہے۔ گھر کے انتظام اور بچوں کی اچھی تربیت اس کی اہم ذمہ داری ہے۔ جب مرد اور عورت دونوں اپنے اپنے فرائض بخوبی انجام دیں گے تو ایک پُرامن اور متوازن معاشرہ وجود میں آئے گا۔

موجودہ دور میں ترقی کا پہیہ عورت کی شرکت کے بغیر نہیں چل سکتا۔ آج دفتروں، ہسپتالوں اور تعلیمی اداروں میں عورتیں مردوں کے شانہ بشانہ کام کر رہی ہیں۔ یہ معاشرے کی ترقی اور بہتری کے لیے ضروری بھی ہے۔ شریعت نے مرد اور عورت دونوں کے فرائض اور ذمہ داریاں واضح کر دی ہیں جن پر عمل کرنا ضروری ہے۔

دوسری طرف یہ حقیقت بھی ہے کہ مرد اور عورت کے درمیان کچھ فطری فرق موجود ہیں۔ جو ذمہ داریاں عورت کے لیے مناسب ہیں وہ مرد کے لیے ضروری نہیں اور جو ذمہ داریاں مرد کے لیے موزوں ہیں وہ عورت کے لیے لازم نہیں۔ یہ فرق قدرتی ہے اور اس کا احترام کرنا چاہیے۔ ہر چیز اپنی حدود میں رہ کر ہی اچھی لگتی ہے اور حد سے تجاوز نقصان دہ ثابت ہو سکتا ہے۔ اسی لیے مرد اور عورت دونوں کو اپنی اپنی حدود میں رہ کر کام کرنا چاہیے لیکن دونوں کی ذمہ داریاں اور حدود بھی ملحوظِ خاطر رہنی چاہئیں۔ مرد کو رہنما اور محافظ کا کردار ادا کرنا چاہیے جبکہ عورت گھر اور خاندان کی دیکھ بھال میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ جب مرد اور عورت ایک دوسرے کے مددگار بن کر اپنے فرائض انجام دیں گے تو ایک مضبوط، متوازن اور پُرامن معاشرہ تشکیل پا سکے گا۔

خلا میں سیٹالئٹس آپس میں ٹکرا کیوں سکتے ہیں؟

چوہدری زیان احمد
18684|H1-C|Centenary

خلا میں سیٹلائٹس کے آپس میں ٹکرانے کا مسئلہ ایک سنگین صورت اختیار کرتا جا رہا ہے۔ ہر سال ہزاروں نئے سیٹلائٹس خلا میں بھیجے جا رہے ہیں، جس کی وجہ سے خلا میں ٹریفک کی مقدار بڑھ رہی ہے۔ سیٹلائٹس کا آپس میں ٹکرا جانا خلا میں بڑھتے ہوئے کچرے کی نشاندہی کرتا ہے، جو نہ صرف سیٹلائٹس کو نقصان پہنچاتا ہے بلکہ خلا میں موجود دیگر آلات اور انسانوں کے لیے بھی خطرہ بن سکتا ہے۔

سیٹلائٹس اور خلائی ملبے (اسپیس ڈیبری) کی ٹکر سے خلا میں بڑی تباہی ہو سکتی ہے۔ جب ایک سیٹلائٹ تیز رفتار سے دوسرے سیٹلائٹ سے ٹکرا جاتا ہے تو دونوں مکمل طور پر تباہ ہو سکتے ہیں اور اس سے مزید خلائی ملبہ پیدا ہو جاتا ہے۔ اس کے نتیجے میں خلا میں مزید تصادم کے خطرات بڑھ جاتے ہیں، جو مستقبل میں خلا کی سلامتی کے لیے ایک بڑا چیلنج بن سکتا ہے۔

اس کی ایک بڑی وجہ یہ ہے کہ خلا میں موجود سیٹلائٹس کی رفتار انتہائی تیز ہوتی ہے، جو تقریباً 28,000 کلومیٹر فی گھنٹہ تک پہنچ جاتی ہے۔ اس رفتار کے باعث معمولی سا تصادم بھی سیٹلائٹس کے لیے تباہ کن ثابت ہو سکتا ہے۔ خلا میں سیٹلائٹس کی بڑھتی ہوئی تعداد اور ان کا ایک دوسرے کے قریب موجود ہونا تصادم کے خطرے کو مزید بڑھا رہا ہے۔

لیکن یہ مسئلہ صرف سیٹلائٹس تک محدود نہیں ہے۔ خلا میں بے شمار چھوٹے بڑے ٹکڑے موجود ہیں جنہیں اسپیس ڈیبری یا خلائی ملبہ کہا جاتا ہے۔ یہ ٹکڑے عموماً تباہ ہونے والے سیٹلائٹس یا خلائی مشنز کے باقیات ہوتے ہیں اور خلا میں آزادانہ طور پر گردش کرتے رہتے ہیں۔ جب یہ ٹکڑے تیز رفتار سے حرکت کرتے ہیں تو وہ نہ صرف فعال سیٹلائٹس بلکہ خلا میں جانے والے انسانی مشنز کے لیے بھی خطرہ بن سکتے ہیں۔

اس مسئلے کے حل کے لیے مختلف اقدامات کیے جا رہے ہیں۔ عالمی سطح پر خلائی ایجنسیوں نے خلا میں موجود ملبے کو کم کرنے اور اسے صاف کرنے کے لیے مختلف منصوبے شروع کیے ہیں۔ ان منصوبوں کا مقصد سیٹلائٹس اور خلائی ملبے کو محفوظ طریقے سے ٹھکانے لگانا ہے تاکہ خلا کو مزید محفوظ بنایا جا سکے۔ اس کے علاوہ سیٹلائٹس کو ڈیزائن کرتے وقت ان کی مدتِ استعمال کے اختتام اور ان کے محفوظ خاتمے کے طریقوں پر بھی غور کیا جا رہا ہے تاکہ وہ خلا میں بے قابو ہو کر خطرہ نہ بن جائیں۔

یہ مسئلہ اس لیے بھی اہم ہے کہ خلائی ملبہ زمین کے لیے بھی خطرناک ثابت ہو سکتا ہے۔ اگر اس کا بروقت حل نہ نکالا گیا تو مستقبل میں خلا میں مزید سیٹلائٹس بھیجنا مشکل ہو سکتا ہے اور خلا میں کام کرنے والی اہم ٹیکنالوجیز کی حفاظت بھی خطرے میں پڑ سکتی ہے۔

موسمیاتی تبدیلی اور زراعت

چوہدری زیان احمد
18684|H1-C|Centenary

موسمیاتی تبدیلی نہ صرف ماحول بلکہ زرعی شعبے کو بھی بری طرح متاثر کر رہی ہے۔ جیسے جیسے عالمی درجۂ حرارت میں اضافہ ہو رہا ہے، فصلوں کی پیداوار کم ہو رہی ہے اور کسانوں کو شدید مشکلات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ موسمیاتی تبدیلی کے باعث خشک سالی، سیلاب اور غیر متوقع بارشوں کے واقعات بڑھ رہے ہیں، جو زراعت کے لیے ایک بڑا خطرہ ہیں۔

زیادہ درجۂ حرارت اور غیر معمولی موسمی حالات زمین کی زرخیزی اور فصلوں کی نشوونما کو متاثر کرتے ہیں۔ خشک سالی کی صورت میں پانی کی کمی پیدا ہو جاتی ہے اور کسان اپنی فصلوں کو مناسب مقدار میں پانی نہیں دے پاتے، جس سے پیداوار کم ہو جاتی ہے۔ اسی طرح اچانک بارشیں اور سیلاب فصلوں کو تباہ کر دیتے ہیں اور کسانوں کو مالی نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔

ان مسائل سے نمٹنے کے لیے جدید زرعی طریقے اپنانا ضروری ہے۔ ماہرین کے مطابق ایسی فصلیں اگائی جانی چاہئیں جو موسمیاتی تبدیلی کے اثرات کو برداشت کر سکیں۔ بہتر بیجوں، جدید ٹیکنالوجی اور سائنسی طریقوں کے استعمال سے پیداوار میں اضافہ ممکن ہے۔ اس کے علاوہ زمین کی بہتر دیکھ بھال، پانی کی بچت اور نئی اقسام کی فصلوں کی تیاری بھی ضروری ہے۔

کسانوں کو موسمیاتی تبدیلی کے بارے میں آگاہی دینا بھی بہت اہم ہے۔ انہیں جدید زرعی طریقوں کی تربیت دی جانی چاہیے تاکہ وہ بدلتے ہوئے موسم کے مطابق اپنی کاشت کاری کو بہتر بنا سکیں۔ اس سے نہ صرف کسانوں کی آمدنی بہتر ہوگی بلکہ ملک کی زرعی پیداوار بھی مستحکم رہے گی۔

اس سلسلے میں حکومت کا کردار بھی بہت اہم ہے۔ حکومت کو چاہیے کہ مؤثر پالیسیاں بنائے، کسانوں کو مالی امداد فراہم کرے اور جدید زرعی تحقیق و ٹیکنالوجی میں سرمایہ کاری کرے تاکہ موسمیاتی تبدیلی کے اثرات کو کم کیا جا سکے۔

شاعری

انڈیکس

موضوع	شاعر	صفحہ نمبر
ماں	ہاشم امجد ناگرا	۱۵
لمحہ دید	محمد ابراہیم اعجاز ملک	۱۶

ماں

ہاشم امجد ناگرا
18931|C2-L|Goldstein

ماں ایک ایسی عظیم الشان ہستی ہے،
جس کا ساتھ اِس دُنیا سے لڑنے کے لیے کافی ہے۔
اُس کی دُعا ہر وقت میرے ساتھ چلتی ہے،
میرے لیے تو بس میری ماں ہی کافی ہے۔

اِک اِک دُعا اُس کی اتنا اثر رکھتی ہے،
کہ آنے والی ہر مصیبت ہی ٹال دیتی ہے۔
اِس محبت کی تو قرآن تک نے مِثال دی ہے،
کہ جنت بھی ماں کے پاؤں تلے رکھی ہے۔

جو کر دیتی ہے اپنی ساری زندگی اولاد پہ نثار،
میں اُس ماں کو پیش سلام کرتا ہوں
مل جاتی ہے میری زُبان کو ایک الگ مٹھاس،
جب بھی میں اپنی ماں سے کرتا ہوں کلام

خوشیاں اپنی قُربان کر کے ہنساتی ہے ہم کو،
اپنی آرام دہ گود میں لِٹا لیتی ہے ہم کو۔
درد کبھی نہ دینا ایسی اعلیٰ ہستی کو،
خُدا نے ہے لقب دیا "ماں" جس کو۔

لمحۂ دید

محمد ابراہیم اعجاز ملک
19338|C2-L|Centenary

یاد کی دھوپ میں جلتے ہوئے رستوں پہ کہیں
تیرے چہرے تری آنکھوں کو سجایا ہم نے

ہم نے ہر زخم کو تصویر بنایا تیری
اور ہر اشک سے آئینہ بنایا ہم نے

اک تمنّا، جو تری دید سے روشن تھی کبھی
اس تمنّا کو بھی آہوں میں چھپایا ہم نے

تیرگی، ہجر، خلا، درد، اذیت، تنہائی
کون سا دکھ نہ ترے ہجر میں پایا ہم نے

ذکر اب اس کا ہے اعجاز ہر اک محفل میں
ایک چہرہ جو کہیں دل میں چھپایا ہم نے

داغ! یاروں سے کہہ دو

زبان آتے آتے

نہیں کھیل اے داغ! ی

کہ آتی ہے اردو زبا

PERSEVERANCE COMMANDS SUCCESS
AITCHISON COLLEGE
140 Years
1886
2026
PERSEVERANCE · COMMANDS · SUCCESS